موت کا سامان

گلشن بنت اکبر حسین

عبداللہ ایک ایرانی تاجر تھا۔وہ اکثر و بیشتر تجارت کی غرض سے ایک ملک سے دوسرے ملک کی طرف سفر کرتا تھا۔ایک دن اس نے سنا کہ اس کا قافلہ عرب کی طرف روانہ ہونے والا ہے۔ اس نے اپنے دل میں سوچا کہ میرے پاس صحرائی گھوڑا یعنی اونٹ بھی ہے اور میں راستہ بھی جانتا ہوں،ایک دودن بعد قافلہ سے جاملوں گا۔قافلہ روانہ ہوگیا اسی طرح دوتین دن گزر گئے۔ اب اس نے سفرِ تجارت کے لئے سازوسامان تیار کیا اور ایک اونٹ پراس نے اپنا تجارتی سامان رکھا اور ملک عرب کی طرف روانہ ہوگیا جہاں بازارِ ''عکاظ'' میں وہ اپنا مال فروخت کرنا چاہتا تھا۔

وہ مسلسل دودن تک سفر کرتا رہا لیکن اسے قافلہ نہ ملا۔ابھی وہ صحرا میں ہی چل رہا تھا کہ اس نے دیکھا کہ ایک چرواہا بکریاں چرارہا ہے۔عبداللہ کو ان بکریوں میں سے ایک بکری پسند آئی۔ عبداللہ نے سوچا کیوں نہ یہ بکری خرید لی جائے چنانچہ اس نے چرواہے سے وہ بکری دس اشرفیوں کے عوض خرید لی۔اب عبداللہ اپنے تجارتی سامان کے ساتھ صحرا میں سفر کرنے لگا اور قافلہ کو تلاش کرنے لگا۔ایک طرف تو اس کو تیز چلچلاتی دھوپ کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا،دوسرا اسے یہ خوف لاحق تھا کہ کہیں صحرا کے قذاق اس کے تجارتی سامان کو لوٹ کر اسے قتل نہ کردیں،اسی وجہ سے وہ جلد از جلد اپنے قافلہ والوں سے ملنا چاہتا تھا۔چنانچہ وہ رات میں سفر کرتا اور دن میں

آرام کرتا۔ دورانِ سفر ایک دوپہر میں عبداللہ نے صحرا میں پڑاؤ ڈالا اور اپنا خیمہ نقب کیا، بکری اور اونٹ کو خیمہ کی چوب سے باندھا اور خود آرام کرنے لگا۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ صحرا میں ریت کا طوفان آ گیا۔ جو ریت کے ٹیلے اس کے سامنے تھے وہ بالکل چٹیل میدان بن گئے اور جہاں ریت کے ٹیلے نہیں تھے، وہاں گرم ہواؤں نے ریت کے بلند بلند ٹیلے بنا ڈالے۔ عبداللہ اس افتاد پر پریشان ہو گیا۔ طوفان کے تھم جانے کے بعد عبداللہ نے دوبارہ رختِ سفر باندھا مگر اب وہ راستہ بھول چکا تھا۔

بے چارا عبداللہ صحرا میں کئی دن اسی طرح سرگرداں رہا مگر اسے کوئی راستہ سجھائی نہیں دیا۔ اب اس کے کھانے پینے کا سامان بھی آہستہ آہستہ کم ہونے لگا بالآخر ایک دن اس کا توشہ بھی ختم ہو گیا۔ اب عبداللہ کو جب بھوک ستاتی تو وہ بکری کا دودھ دوہ کر پی لیتا لیکن آخر کب تک۔ وہ ایسا کرنے سے تنگ آ کر خوب راستہ تلاش کرتا مگر تلاش کے باوجود قافلہ والوں سے نہ مل سکا۔ ایک دن وہ راستہ تلاس کرتے کرتے ایک نخلستان میں جا پہنچا جہاں ایک تالاب تھا۔ اس نے وہیں اپنا قیام کرنے کا فیصلہ کیا اور اپنا خیمہ نصب کیا۔ جانوروں کو باندھا اور خود خیمے میں آرام کرنے لگا، لیکن سخت بھوک نے اس کو سونے نہ دیا اور بکری کا دودھ وہ پینا نہیں چاہتا تھا۔ اس پریشانی کے عالم میں اس نے کھانے کی تلاش کے لیے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں، مگر دور دور تک صحرا بیابان کے علاوہ کچھ نظر نہیں آیا، لیکن اسے یہ راستہ دیکھا دیکھا سا لگ رہا تھا۔ اس نے مزید غور سے اردگرد کے ماحول کو دیکھا تو اسے یاد آیا کہ قافلہ اکثر یہاں آ کر قیام کرتا ہے، اور یہاں سے چند میل دور ہی بازار عکاظ ہے۔ اسے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ اب اس کی منزل محض

دو دن کے فاصلے پر ہے۔اس نے تالاب سے پانی پیا۔اب وہ بکری کو ذبح کرنا چاہتا تھا کیونکہ اس کی منزل صرف دو دن کے فاصلے پر تھی۔ بھوک بھی اسے ستا رہی تھی،اس نے سوچا کہ بکری کو ذبح کرنے کے لیے چھری کہاں سے لائے؟ عبداللہ ابھی اسی سوچ میں بیٹھا تھا کہ اس نے بکری کو دیکھا کہ وہ اپنے کھر سے زمین کو کھود رہی ہے۔اس نے مزید غور سے دیکھا تو اسے ایسا لگا کہ کوئی تیز پتھریلی چیز بکری کے کھر سے ٹکرائی ہے۔عبداللہ جب بکری کے قریب گیا تو اس نے دیکھا کہ بکری نے اپنے کھر سے جس جگہ زمین کھودی ہے،وہاں اسے ایک چھری پڑی ہوئی ملی۔عبداللہ اس غیبی مدد سے بہت خوش ہوا۔اسے ایسا لگا کہ اب اس کی پریشانی ختم ہونے والی ہے،چنانچہ اس نے بکری کے کھر کی وجہ سے برآمد ہونے والی چھری سے ہی بکری کو ذبح کیا،اس طرح اس بکری نے اپنی موت کا سامان خود ہی پیدا کرلیا۔عبداللہ نے بکری کو بھونا اور اسے کھایا اور باقی کو اپنے توشہ دان میں محفوظ کرلیا۔عبداللہ اب بہت خوش تھا کیونکہ اب اس کے پاس کھانے کے لیے بکری کا گوشت اور پینے کے لیے پانی موجود تھا،جو کہ اس کو دو دن کے سفر کے لیے کافی تھا،اس کے بعد اس کی منزل یعنی ''بازارِ عکاظ'' اس کے سامنے تھی۔

پیارے بچو! اس بکری کی مثال آج تک صحرا کے اہلِ عرب دیتے ہیں کہ اس بکری نے اپنے کھر سے ہی اپنی موت کو تلاش کیا،اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیا گویا کہ اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی مار لی۔ (بشکریہ:روزنامہ جسارت)

(Jasarat Magazine, November 25, 2012)

پیشکش: ابوزبیر [www_alkalam_pk@yahoo.com]